POSTED AT LPC Delhi RMS
ON 10-11 June 2025, R.N.I No. 2186/57

POSTAL REGN. NO. DL (C) - 01/1195/2024-26, Licensed to Post
Without Prepayment U (C) - 160/2024-26, ISSN 2456-8511

Total Pages
8

HAMARI
ZABAN
(Weekly)

ہفت روزہ
ہماری زبان
اشاعت کا 86 واں سال

Date of Publication: 09-06-2025 • Price: 5/- • 15-21 June 2025 • Issue: 23 • Vol:84

۱۵ تا ۲۱ جون ۲۰۲۵ء • شمارہ: ۲۳ • جلد: ۸۴

صحتِ زبان (۲۸)

رؤف پاریکھ

☆ بَراجمان نہیں، بِراج مان

آج کل پاکستان کے بعض ٹی وی چینل والے بعض اردو الفاظ کا ایسا انوکھا تلفظ کرتے ہیں کہ ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی۔ ہنسی اُن کے حال پر آتی ہے اور رونا اردو کے مستقبل پر۔ اسی طرح کے انوکھے تلفظ والا ایک لفظ ہے بِراج مان۔ اسے مِلا کر یعنی بِراجمان بھی لکھا جاتا ہے (اردو لغت بورڈ نے اپنی لغت میں اسے بِراج مان لکھا ہے، براجمان یعنی مِلا کر نہیں لکھا)۔ بِراجمان میں بے (ب) کے نیچے زیر ہے اور جیم (ج) ساکن ہے۔ گویا اس میں بِراج الگ ہے اور مان الگ۔ لیکن اس کا تلفظ ہمارے اکثر ٹی وی والے اس طرح کرتے ہیں کہ اس کا تلفظ بَراجَمان سنائی دیتا ہے، یعنی اس میں 'ب' اور 'ج' دونوں پر زبر بولتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

جان ٹی پلیٹس کی اردو بہ انگریزی لغت[۱] کے مطابق بِراج کے لفظی معنی ہیں شان وشوکت، خوب صورتی۔ بِراج مان (یا بِراجمان) کے معنی ہیں روشن، شان وشوکت رکھنے والا، شاہانہ انداز میں بیٹھنے والا، صدرِ مجلس۔ اردو لغت بورڈ کی لغت میں بھی کم وبیش یہی معنی درج ہیں اور غالباً پلیٹس ہی سے مستعار ہیں۔ اردو میں ایک مصدر ہے بِراجنا (بے کے نیچے زیر اور جیم ساکن)۔ اس کے معنی ہیں: شان وشوکت سے بیٹھنا، شاہانہ انداز میں بیٹھنا، مزے سے بیٹھنا، تشریف رکھنا، تشریف لانا، جلوہ فرمانا، رونق افروز ہونا، لطف اُٹھانا، آرام سے رہنا۔ بِراجنا کا استعمال مثلاً یوں ہوسکتا ہے: دوستوں کی ٹولی اٹھتی اور چائے کے لیے ایک جھونپڑی نما ہوٹل پر جا بِراجتی (یعنی ٹولی جا کر وہاں مزے سے بیٹھ جاتی)۔

بِراجنا کا فعلِ امر ہوگا: بِراج یا بِراجو، یعنی بیٹھ یا بیٹھو۔ تعظیمی صورت میں امر ہوگا: بِراجیے یعنی بیٹھیے (یوں بھی کہتے ہیں کہ پدھاریے، ہمارے بعض بے تکلف دوست مزاحاً یا طنزاً دوستوں سے کہتے ہیں: پدھاریے مہاراج)۔ گویا بِراجنا کا امر ہے بِراج اور بِراج کے معنی ہوں گے: بیٹھ۔ بِراج کا قافیہ خِراج ہے۔ شیر افضل جعفری کے اس شعر میں بِراجنا کے فعلِ امر بِراج کا استعمال دیکھیے:

آسمانوں سے اتر کر مری دھرتی پہ بِراج
میں تجھے دوں گا پنپتے ہوئے گیتوں کا خِراج

یعنی آسمانوں سے اتر کر میری دھرتی پر تشریف لا، بیٹھ۔

تو یاد رکھیے درست تلفظ ہے بِراج مان اور اسے مِلا کر بِراجمان بھی لکھتے ہیں۔ ٹی وی والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اللہ اگر توفیق دے تو کبھی کوئی اچھی سی لغت لے کر کہیں بِراجیے اور اطمینان سے اس لفظ کے معنی ملاحظہ کیجیے۔ اور قارئین سے گزارش ہے کہ ٹی وی والوں کے تلفظ کو بالکل گھاس نہ ڈالیے کیونکہ جسے کوئی کام نہیں مِلتا وہ اُٹھ کر ٹی وی پر بِراج مان ہو جاتا ہے۔

☆ تَرَس اور تَرْس

ایک الجھن ان دو الفاظ کے تلفظ میں ہوتی ہے۔ ایک اردو کا لفظ ہے اور دوسرا فارسی کا اور معنی بھی مختلف ہیں۔

فارسی کا لفظ ہے تَرْس۔ تے (ت) پر زبر اور رے (ر) ساکن۔ معنی ہیں خوف، ڈر۔ فارسی میں مصدر ہے تَرسِیدن۔ اسٹین گاس کے مطابق معنی ہیں: ڈرنا، خوف کھانا۔ اسی سے ترکیب بنی خداترس (تے پر زبر اور رے ساکن)، معنی ہیں خدا سے ڈرنے والا، وہ جو خدا کا خوف رکھتا ہو۔ خدا ترس کی ترکیب اردو میں بھی مستعمل ہے۔ ہم بچپن میں کہانیوں میں پڑھا کرتے تھے کہ اُس ملک پر ایک خدا ترس بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔ لیکن خدا ترس کا مفہوم بہت بعد میں سمجھ میں آیا اور اس وقت تک دنیا میں کوئی خدا ترس حاکم باقی ہی نہیں بچا تھا، اِلّا ماشاءاللہ۔ لیکن یہاں ترس میں رے پر زبر نہیں، جزم ہے۔ جو خدا ترس ہو اس میں خدا ترسی ہوتی ہے، خدا ترسی یعنی خدا سے ڈرنے کی حالت یا کیفیت۔

اردو میں ایک لفظ تَرَس (تے اور رے دونوں پر زبر) ہے جو رحم یا ہمدردی کے معنوں میں ہے، اسی سے محاورے بنے ہیں ترس آنا (رحم آنا)، ترس کھانا (رحم کھانا)، جیسے مجھے اس پر بڑا ترس آیا، یا اُس ڈھیا پر ایک بھلے مانس نے ترس کھایا۔ لیکن یہاں ترس میں رے پر زبر ہے۔ البتہ ٹی وی والوں کی جانے بلا کہ فارسی کیا ہے اور اردو کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ان بے چارے ٹی وی والوں پر بڑا ترس آتا ہے اور تے (ت) اور رے (ر) دونوں پر زبر کے ساتھ آتا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ پلیٹس نے رحم کے مفہوم میں ترس کے رے (ر) کو ساکن لکھا ہے اور کہا ہے کہ تَرَس (یعنی رے مفتوح) عوامی تلفظ ہے۔ البتہ اردو لغت بورڈ نے رحم کے مفہوم میں ترس کے رے پر زبر ہی لکھا ہے۔ فرہنگِ آصفیہ، نور اللغات اور مہذب اللغات نے بھی رحم کے معنی میں ترس کو ت (تے) اور ر (رے) کے زبر کے ساتھ ہی دیا ہے۔ ممکن ہے اردو کا تصرف ہو۔

☆ تنازُع اور مُتَنازَع

بعض لوگ اختلاف، جھگڑا، کشیدگی، کشمکش کے مفہوم میں لفظ تنازعہ لکھتے اور بولتے ہیں یعنی آخر میں ہائے ہوّز (ہ) کے ساتھ۔ یہ درست نہیں ہے۔ صحیح لفظ تنازُع ہے یعنی 'ز' (زے) پر پیش کے ساتھ (اور 'ت' پر زبر ہے)۔ تنازع عربی کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں: باہمی جھگڑا، آپس کی تکرار، کشیدگی۔ تنازُع دراصل تفاعُل کے وزن پر ہے۔[۲] یعنی اس میں زے (ز) پر ضمہ (یعنی پیش) ہے اور اسے تنازَع (یعنی زے پر زبر) بولنا غلط ہے اور اسی طرح اس کے آخر میں 'ہ' کا اضافہ کر کے اسے تنازعہ لکھنا بھی غلط ہے۔[۳]

اسی طرح تنازُع لِلبقا پر بعض اہلِ علم نے اعتراض کیا اور کہا کہ درست ترکیب تنازُع البقا ہے۔ مثلاً احسان دانش نے لکھا ہے کہ تنازع للبقا میں غرابت اور ثقالت ہے اور اسے تنازع البقا لکھنا چاہیے۔[۴] یہ بات انھوں نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی کہی ہے۔[۵] لیکن تنازع للبقا اردو میں رائج رہا ہے۔ اردو لغت بورڈ کی لغت میں اس کی اسناد موجود ہیں، اگرچہ بورڈ نے تنازع البقا بھی درج کیا ہے، تنازع الیٰ بقا بھی نیز تنازعِ بقا بھی۔ اس ترکیب کے معنی ہیں زندگی کی کشمکش، زندگی کو باقی یا قائم رکھنے کی جدوجہد۔ زندہ رہنے کے لیے درکار وسائل کو حاصل کرنے کے لیے انواعِ حیوانات میں جو مقابلہ ہوتا ہے اور جس میں بہتر انواع

قارئین! اب 'ہماری زبان' کا مطالعہ انجمن ترقیِ اردو (ہند) کی ویب سائٹ www.atuh.org پر بھی کرسکتے ہیں جہاں اِسے مفت میں ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔

اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتی ہیں اسے تنازُع للبقا کہا جاتا ہے۔ یہ ایک باقاعدہ علمی اصطلاح ہے۔ یہ اصطلاح چارلس ڈارون کے نظریے کی وضاحت میں استعمال ہوتی ہے اور علمِ حیاتیات (Biology) والے بھی اسے برتتے ہیں۔ اس کی ایک صورت جہد للبقاء بھی ہے جو کشافِ اصطلاحاتِ فلسفہ[۶] میں درج ہے اور اس کا انگریزی متبادل اس کتاب میں struggle for existence درج ہے اور اسے natural selection سے رجوع کرادیا گیا ہے۔ یہاں اس دوسری اصطلاح کا اردو مترادف انتخابِ طبعی درج کیا گیا ہے۔

جس بات یا چیز پر اختلاف ہو اسے اردو میں عموماً 'مُتنازعہ' لکھا جاتا ہے یعنی آخر میں 'ہ' اور یہ بھی غلط املا ہے۔ درست املا متنازع، یعنی بغیر 'ہ' کے ہے۔ دوسرے یہ کہ متنازع ایک تو زے (ز) پر زبر کے ساتھ ہے یعنی متنازَع، یہ مفعولی صورت ہے اور قیوم ملک کے مطابق اسے متنازَع فیہ لکھنا چاہیے[۷] یعنی جس پر جھگڑا یا اختلاف ہو۔ جو جھگڑا کرے (یعنی فاعل) وہ متنازِع (زے کے نیچے زیر) ہے۔ نوراللغات کے مطابق متنازَع (زے پر زبر)، یعنی جھگڑا کیا گیا، وہ چیز جس پر جھگڑا ہو۔ نور کے مطابق جو جھگڑا کرے وہ متنازِع (زے کے نیچے زیر) اور جس پر نزاع ہو وہ متنازَع فیہ۔

☆ چُھپنا یا چِھپنا؟

چھپنا کے تلفظ میں لکھنؤ اور دہلی میں اختلاف ہے۔ لکھنؤ والے 'چھ' کے نیچے زیر بولتے ہیں یعنی چِھپنا۔ دہلی والے 'چھ' پر پیش بولتے ہیں یعنی چُھپنا۔ دونوں درست ہیں۔ فرہنگِ آصفیہ چوں کہ دہلی میں لکھی گئی لہٰذا اس میں 'چھ' پر پیش کے ساتھ یعنی چُھپنا درج ہے جب کہ لکھنؤ میں لکھی گئی نوراللغات میں دونوں تلفظ درج ہیں اور وضاحت بھی ہے کہ دہلی والے چُھپنا اور لکھنؤ والے چِھپنا بولتے ہیں۔

☆ خَلقت اور خِلقت

دونوں درست ہیں اور دونوں عربی کے لفظ ہیں لیکن دونوں کا مفہوم الگ ہے۔ خَلقت (یعنی خے پر زبر کے ساتھ) کے معنی ہیں: مخلوق، لوگ۔ غالبؔ نے اپنے ایک قصیدے میں خَلقت کا لفظ مخلوق یا لوگ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ کہتے ہیں:

آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب
تھا بارگاہِ خاص میں خَلقت کا اِزدحام

یہ قصیدہ دیوانِ غالب نسخۂ عرشی میں موجود ہے (ص ۳۸۳)، گویا مستند ہے۔ احمد فراز کی کتاب 'دردآشوب' میں شعر ہے:

ہم نہ ہوتے تو کسی اور کے چرچے ہوتے
خَلقتِ شہر تو کہنے کو فسانے مانگے

یہاں بھی خ پر زبر ہے اور یہ 'لوگ' کے مفہوم میں ہے۔

لیکن ایک اور لفظ ہے: خِلقت (خے کے نیچے زیر)۔ اس کا مفہوم ہے: پیدائش، تخلیق۔ خِلقت کے ایک معنی فطرت کے بھی ہیں۔ غالب نے چوہدری عبدالغفور سرور کے نام ایک خط میں اپنی کتاب پرتَوستان کا ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کے دو حصے ہیں اور پہلے حصے کا نام مہرِ نیم روز ہے۔ غالب لکھتے ہیں کہ 'پہلی جلد میں ابتدائے خِلقتِ عالم سے ہمایوں کی سلطنت تک کا ذکر' ہے۔ یہاں خِلقت سے مراد تخلیق ہے یعنی دنیا کی تخلیق سے لے کر ہمایوں بادشاہ کی سلطنت تک۔ اور خِلقت میں خے (خ) کے نیچے زیر ہے۔

☆ مُسلّح اور مُصلح

ایک بار ایک طالبِ علم نے امتحانی کاپی میں سرسیّد احمد خان کے بارے میں لکھا 'وہ بڑے مسلّح تھے'۔ حالاں کہ سرسیّد مسلّح ہرگز نہیں تھے۔ سرسیّد نے ہمیشہ تعلیم حاصل کر کے اپنے حقوق حاصل کرنے پر زور دیا، نہ کہ اسلحہ اٹھا کر جنگ کرنے کا کہا۔ ہاں انھوں نے قوم کی اصلاح ضرور کی اور وہ بڑے مصلح تھے۔

اس بے چارے طالب علم نے غالباً مسلح اور مصلح کے تلفظ اور املا پر غور نہیں کیا ہوگا۔ مُسلّح (م پر پیش، س پر زبر، ل پر تشدید کے ساتھ زبر) کا تلفظ ہے: مُ سَ لْ۔ لَ ح، مُسلّح یعنی جس کے پاس اَسلحہ یعنی ہتھیار ہو، یعنی جو نہتا نہ ہو۔ اور مصلح میں اول تو سین (س) نہیں صاد (ص) ہے جو ساکن ہے اور دوسرے یہ کہ مصلح میں میم (م) پر پیش تو ہے لیکن لام (ل) پر تشدید بھی نہیں ہے اور لام کے نیچے زیر ہے، یعنی مصلِح کا تلفظ ہے: مُ ص۔ لِ ح، مصلح یعنی اصلاح کرنے والا۔ میم پر البتہ دونوں میں پیش ہے۔

سرسیّد تو بڑے مصلِح تھے لیکن اس قوم کے املا کی اصلاح کون کرے گا؟

☆ اَسلحہ اور اِصلاح

جب مُصلح اور مُسلّح میں گڑبڑ ہوئی تو اسلحہ اور اصلاح میں بھی اسی کا امکان ہے۔ لفظ اَسلحہ میں الف پر زبر ہے، سین ساکن ہے، لام کے نیچے زیر ہے اور حے پر زبر ہے۔ یعنی اس کا تلفظ ہے: اَس۔ لِ حَ ہ، جب کہ اِصلاح میں الف کے نیچے زیر ہے۔ عربی میں اَسلحہ کا لفظ جمع ہے اور اس کا واحد ہے: سِلاح، اور سِلاح کا مفہوم ہے ہتھیار، گویا اسلحہ یعنی بہت سے ہتھیار۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اسلحہ کا واحد یعنی سِلاح اردو میں استعمال ہی نہیں ہوتا۔ اردو میں اَسلحہ کو واحد کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے اور جمع کے طور پر بھی۔ مثلاً واحد کے طور پر: کیا اس کے پاس اَسلحہ تھا؟ جمع کے طور پر برتنا ہوتا ہے تو یوں کہتے ہیں کہ مثلاً: بڑی مقدار میں اَسلحہ پکڑا گیا۔

اَسلحہ کا لفظ اَفعِلہ (اَف عِ لَ ہ) کے وزن پر ہے۔ عربی میں 'اَفعلہ' جمع مُکسّر کے اوزان میں سے ہے اور اس وزن پر بنائے گئے الفاظ جو جمع کو ظاہر کرتے ہیں اردو میں بھی رائج ہیں، مثلاً:

واحد	جمع
دعا	اَدعِیہ (مثلاً ادعیۂ ماثورہ یعنی وہ دعائیں جو حدیث میں منقول ہیں)
دوا	اَدوِیہ (اس کی جمع الجمع اردو والے بعض اوقات ادویات لکھ دیتے ہیں جو عربی میں نہیں ہے)۔
زمانہ	اَزمِنہ (جیسے ازمنۂ وسطیٰ)
سِلاح	اَسلِحہ (البتہ اسلحہ کا واحد سِلاح اردو میں استعمال نہیں ہوتا)۔
غذا	اَغذِیہ
قُماش	اَقمِشہ (قُماش یعنی نوع یا وضع، سامان، ایک قسم کا کپڑا۔ اردو میں بدقُماش کی ترکیب بھی رائج ہے)
مثال	اَمثِلہ (یاد رہے کہ مَثَل یعنی کہاوت کی جمع اَمثال ہے)
مکان	اَمکِنہ
لِسان	اَلسِنہ (لسان یعنی زبان، مثلاً السنۂ شرقیہ یعنی مشرقی زبانیں)

لیکن بعض لوگ 'اَسلحہ' کا غلط تلفظ کرتے ہیں اور اسے 'اِسلاح' پڑھتے اور بولتے ہیں اور سننے والے اِصلاح سمجھتے ہیں۔ اللہ ان کی اور ہماری اِصلاح کرے۔ آمین۔

حواشی:

۱۔ چوں کہ پلیٹس، فرہنگِ آصفیہ، نوراللغات، اسٹین گاس اور اردو لغت تاریخی اصول پر (مرتبہ و مطبوعہ اردو لغت بورڈ، کراچی) وغیرہ کے حوالے اس سلسلے کی پچھلی کئی اقساط میں آتے رہے ہیں لہٰذا ان کی طباعتی تفصیلات کو یہاں دہرایا نہیں جارہا۔

۲۔ قیوم ملک، اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ (اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، ۱۹۷۹ء) ص ۶۵۔

۳۔ ابوالخیر صدیقی، اصلاحِ تلفظ (سیالکوٹ: مکتبۂ شرقیہ، ۱۹۴۱ء)، ص ۱۰۷۔

۴۔ لغات الاصلاح (لاہور: مکتبۂ دانش، ۱۹۵۲ء)، ص ۱۳۵۔

۵۔ دستورِ اردو (لاہور: مکتبۂ دانش، ۱۹۵۱ (؟))، ص ۲۹۔

۶۔ دیکھیے: کشّافِ اصطلاحاتِ فلسفہ، مرتبہ قاضی عبدالقادر (کراچی: کراچی یونیورسٹی، ۱۹۹۴ء)۔ ۵۹، ۱۲۹۔

۷۔ قیوم ملک، محولۂ بالا۔

ڈاکٹر رؤف پاریکھ

A-337، بلاک 19، گلشنِ اقبال، کراچی، پاکستان

drraufparekh@yahoo.com

انجمن ترقی اردو (ہند) کی چند مطبوعات

نسخۂ حفیظ الدین احمد	اطہر فاروقی	1000/-
میں میر میر کر اس کو بہت پکار رہا	سرور الہدیٰ	500/-
1857 کی اَن کہی حیرت انگیز داستانیں	شمس الاسلام	300/-
دیووں کا ظہور (الوک اگروال/ مینک اگروال) مترجم: سیّد وجاہت مظہر		500/-
غزل اور فنِ غزل	ڈاکٹر نریش	200/-
فرہنگِ تلفظ: ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	سیّد رضوان علی ندوی	
	رؤف پاریکھ	250/-
مشاہیرِ ادب کے خطوط رشید حسن خاں کے نام	ابراہیم افسر	600/-
منیب الرحمٰن کی ایک صدی	بیدار بخت/ انور احمد	400/-
اردو املا اور حروفِ تہجی: لسانیاتی تناظر	رؤف پاریکھ	300/-
رموزِ اوقاف: کب، کہاں اور کیوں؟	ڈاکٹر شمس بدایونی	300/-
غروبِ شہر کا وقت	اُسامہ صدیق	900/-
کچھ اُداس نظمیں	ہربنس مکھیا	300/-
میانِ من و تو (تحقیقی و تنقیدی مضامین)	پروفیسر شاہد کمال	500/-
میرا جنون اردو (خطبات و مضامین)	طاہر محمود	700/-
میرؔ کی خودنوشت سوانح (نثار احمد فاروقی)	صدف فاطمہ	400/-
کلّیاتِ خطباتِ شبلی	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی	400/-
آزادی کے بعد کی غزل کا تنقیدی مطالعہ	ڈاکٹر بشیر بدر	500/-
اداریے (مشفق خواجہ)	محمد صابر	500/-
انور عظیم کی ادبی کائنات	فیضان الحق	700/-
بچوں کا گلدستہ (پانچ جلدیں)	غلام حیدر	2400/-
تحقیق و توازن	ڈاکٹر نریش	250/-
تحقیقی مباحث	رؤف پاریکھ	300/-
چند فکری و تاریخی عنوانات	پروفیسر حکیم سیّد ظل الرحمٰن	400/-
ریت سمادھی (گیتانجلی شری)	ترجمہ: آفتاب احمد	900/-
حکمِ سفر دیا تھا کیوں	شانتی ویرکول	200/-
عہدِ وسطیٰ کی ہندستانی تاریخ کے چند اہم پہلو	اقتدار عالم خاں	350/-
قدرت کا بدلا (موسم کا بدلاؤ)	سیّد ضیاء حیدر	600/-
کتابیاتِ حالی	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	300/-
یہ تو عشق کا ہے معاملہ	ڈاکٹر ہلال فرید	300/-
جب دیوں کے سر اُٹھے	ڈاکٹر ہلال فرید	360/-
سیر المنازل (مرزا سنگین بیگ)	شریف حسین قاسمی	600/-
محرابِ تمنا	فطرت انصاری	200/-

تیسری اور آخری قسط

لالہ بہاری لال

تھومسن سِول انجینئرنگ کالج (موجودہ آئی آئی ٹی رڑکی) کے گمنام مترجم

ساجد صدیق نظامی

مجموعہ سامانِ عمارت

یہ کتاب دستیاب نہیں ہوسکی۔ البتہ حمیدالدین شاہد نے اس کتاب سے متعلق جو معلومات اور اس سے ایک اقتباس درج کیا ہے، (ص 196-97) انھی کو یہاں دہرایا جارہا ہے۔

بہاری لال کی مترجمہ یہ کتاب 1888 میں کالج پریس سے شائع ہوئی۔ اصل کتاب انگریزی میں کرنل اے ایم بریںڈ ریتھ، پرنسپل رڑکی کالج کی تصنیف کردہ ہے۔ حمیدالدین شاہد کے مطابق اس کتاب کے ترجمے میں بہاری لال کو منشی رُوپ چند، اسسٹنٹ انجینئر، منشی بٹو لال اور بابو کالی کرشنا مکھو پادھیائے کا تعاون حاصل رہا۔ (ص 196) کتاب کی ضخامت 135 صفحات ہے۔ کتاب کا سرورق، فہرست اور چند ایک اوراق نسخ ٹائپ میں جب کہ باقی عبارت نستعلیق لیتھو میں طبع ہوئی ہیں۔

'مجموعہ سامانِ عمارت' کا موضوع جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، کسی بھی عمارت کی تعمیر میں استعمال ہونے والا ہر نوعیت کا سامان ہے۔ کتاب 11 ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ابواب میں پتھر، اینٹ، کھپریل، چونا، چنائی کا کام، لکڑی اور لوہے کا کام، رنگ و روغن، مٹی کا کام، اصولِ بندوبستِ تعمیر اور تجویزِ تعمیر جیسے موضوعات شامل ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ مختصراً کسی بھی تعمیرِ عمارت سے متعلق جو بھی اشکال ہوسکتا ہے، اس کتاب کے موضوعات میں سمیٹ لیا گیا ہے۔

ایک جدت جو اس کتاب میں نظر آتی ہے، بعض جگہوں پر انگریزی اصطلاحات کی اردو املا کے سامنے ان کی نقلِ حرفی ناگری رسمِ خط میں لکھی گئی ہے۔ عمومی طور پر چند اصطلاحات کا ترجمہ اردو میں کرلیا گیا ہے لیکن بیش تر اصطلاحات انگریزی کی ہی مستعار لے لی گئی ہیں۔

استعمال جرِثقیل

یہ کتاب لالہ بہاری لال اور منو لال کی مشترکہ کاوش ہے۔ یہ 1859 میں کالج کے پریس میں ہی طبع ہوئی۔ اس کے سرورق کی عبارت یوں ہے:

استعمال جرِثقیل
تصنیفات طامس ٹیٹ صاحب کی سے
منولعل اور بہاری لال
نیٹو ماسٹر، طامسن کالج رڑکی نے اردو میں ترجمہ کیا
چھاپہ خانہ مدرسہ رڑکی میں چھاپا گیا
قیمت 8/ سنہ 1859 price 8 annas

سرورق پر کی گئی تصریح کے مطابق یہ کتاب تھامس ٹیٹ Thomas Turner Tate (1807-1888) کی کتاب Exercises on Mechanics کا ترجمہ ہے۔ اس کی ضخامت 141 صفحات ہے۔ اس کا سرورق نسخ ٹائپ میں جب کہ بقیہ کتاب نستعلیق کتابت میں چھاپی گئی ہے۔

کتاب کی محتویات جرِثقیل یعنی Mechanics کے عمومی مباحث پر مشتمل ہیں۔ جیسا کہ کام Work کسے کہتے ہیں؟ کام کی پیمائش کے پیمانے کون کون سے اور کیا کیا ہیں؟ حیوانوں اور جانوروں سے کام لیا جانا، کام بوسیلہ مفرد کلوں کے، لیور کا کام، مرکزِ ثقل کا تعارف، پہیے، دُھری اور دندانی پہیے کا تعارف، چرخی کا بیان، ڈھلوان سطح، معدلت دباؤ وغیرہ کی، دباؤ اجسامِ سیّال کا پشتوں پر، اجسام تیرنے والے اور وزنِ مخصوص، وغیرہ وغیرہ۔

ان موضوعات کو باقاعدہ ابواب میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ ترتیب وار نکات کی صورت میں ایک دوسرے کے بعد درج کردیا گیا ہے۔ ہر نئے موضوع کے آغاز پر جلی حروف میں موضوع کو نمایاں کردیا گیا ہے۔ ہر موضوع کے بیان کے بعد اس سے متعلق عملی سوالات بھی دیے گئے ہیں۔ بیش تر مقامات پر مختلف شکلوں کی مدد سے بھی متعلقہ موضوع کو سمجھایا گیا ہے۔

چوں کہ اس کتاب کے تمام مشمولات عملی نوعیت کے ہیں اس لیے مترجمین نے متعلقہ موضوع سے متعلق نظری نوعیت کی بحثوں پر قدرے کم وقت صرف کیا ہے جب کہ مشقی سوالات کے سمجھانے پر زیادہ توجہ رکھی ہے۔

مترجمین نے ترجمہ کرتے وقت کہیں تو اردو کی ترکیبِ نحوی کی پیروی کی ہے اور کہیں انگریزی جملے کو اسی نحوی ترکیب میں اردو میں ڈھال دیا ہے۔ ذیل کے مشقی سوال کی عبارت دیکھیے جس میں معاملہ الٹ نظر آتا ہے:

چاہتے ہیں ہم دریافت کرنا پیمانوں کام کا جو کہ واسطے اٹھانے 60 پونڈ وزن کے 34 فیٹ کی بلندی تک خرچ ہوتے ہیں۔ (ص 4)

اس نوعیت کی مثالوں کے باوجود مجموعی طور پر اول الذکر طرزِ بیان ہی حاوی رہا ہے۔

مترجم کے وضاحت کرنے کا ایک انداز دیکھیے:

مزاحمت ہوا کی: جو حرکت ایک جسم کو مانع آتی ہے تبدیل ہوتی ہے مجذور رفتار سے۔ مثلاً اگر رفتار ایک جسم کی دو چند ہو جاوے تو مزاحمت چہار چند ہوگی اور رفتار سہ چند ہو تو مزاحمت نوگُنی ہوگی اور علیٰ ہٰذا القیاس۔ کیوں کہ جب رفتار ایک جسم کی بڑھتی ہے تو فقط کچھ ہوا ہی زیادہ سرکانی نہیں پڑتی بلکہ وہ جسم ہوا کے اجزا پر زیادہ صدمہ سے دھکا دیتا ہے۔ مزاحمت صریحاً بڑھنے وسعت سطح سے بھی برعکس ہوا کے بڑھتی ہے۔ (ص 43)

اصطلاحات کے ضمن میں مترجمین افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوئے۔ پیمائش کے پیمانے انگریزی کے ہی استعمال کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ فیٹ، پونڈ، ٹن، وغیرہ۔ جہاں جہاں نظری نوعیت کی بحثیں ہیں وہاں خال خال ہی کوئی اصطلاح انگریزی سے لی گئی ہے، بلکہ رگڑ کے لیے تقریباً ہر جگہ 'خدش' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

رسالہ درباب تعمیرِ عمارت

یہ کتاب / رسالہ بھی لالہ بہاری لال اور منو لال کی، ترجمے کی مشترکہ کاوش ہے۔ یہ 1856 میں کالج کے پریس میں ہی طبع ہوئی۔ سرورق پر جلی حروف میں اسے کالج کی مطبوعات کے شمار میں 'رسالہ نمبر ششم' لکھا گیا ہے۔ اس کے سرورق کی عبارت یوں ہے:

رسالے
جو کہ واسطے تھومسن مدرسہ رڑکی کے تیار کیے گئے ہیں
رسالہ نمبر ششم
درباب تعمیرِ عمارت کے
ترجمہ کیا منولعل اور بہاری لعل
نیٹو ماسٹر مدرسہ رڑکی کے
چھاپہ خانہ مدرسہ رڑکی میں چھاپا گیا
1859

نسخ ٹائپ میں شائع ہونے والے اس رسالے کی پہلی اشاعت 1500 کی تعداد میں تھی جب کہ قیمت ایک روپے رکھی گئی۔

نہ تو سرورق پر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ رسالہ کس کتاب کے ترجمے پر مشتمل ہے اور نہ ہی رسالے کے آغاز میں تمہید یا دیباچہ ہے جس سے اندازہ کیا جاسکے کہ یہ رسالہ اصل میں کس انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اندازہ ہے کی کالج کے ہی کسی انگریز عہدیدار کی کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہوگا۔

رسالے کی ضخامت 160 صفحات پر مشتمل ہے۔ ص 106 تک متفرق مطالب بیان ہوئے ہیں، اس کے بعد ص 107 سے مختلف جدولیں دی گئی ہیں۔ جن میں تعمیرِ عمارت کے مباحث سے متعلق مختلف ماہرین کے تجربوں سے اخذ کردہ اعداد وشمار درج کیے گئے ہیں۔ ساتھ ساتھ مزدوری کی ادائیگی کے لیے نمونے کی رسیدات بھی دی گئی ہیں۔ اسی طرح تعمیرِ عمارت کے دوران ہونے والے اخراجات درج کرنے کا گوشوارہ بھی دیا گیا ہے۔

ص 126 سے ان امور سے متعلق مزید کچھ جدولیں اور نقشے ہیں، جو سرکاری ملازموں چھاؤنیوں سے باہر عام شہری علاقوں میں ملتے ہیں۔ ص 146 سے 'تتمہ' شروع ہوتا ہے۔ تتمے میں مختلف دستاویزات کے نمونے دیے گئے ہیں جن کا واسطہ تعمیراتی کام کے دوران کارکنان کو پڑتا ہے۔

اس رسالے میں ان تمام موضوعات سے اعتنا کیا گیا ہے جو کسی بھی عمارت کی تعمیر میں لازم ہوتے ہیں۔ الگ سے ابواب قائم نہیں کیے گئے، بس تسلسل میں ہی تمام موضوعات لکھے گئے ہیں۔ جیسے کہ اینٹ کا کام، فرش کا کام، ترکیب مقرر کرنے چوڑائی دیوار کی، پاڑھ باندھنے کی ترکیب، گنبذ دار اور لداؤ کی چھت، پُل بنانے کا کام، قالب واسطے پلوں کے، نئے مکان بنانے اور تخمینہ کرنے کے بیان میں، وغیرہ۔

رسالے کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے:

مختلف قسم کی چُنائیاں اینٹوں کی جو کہ ہندوستان [ہندستان] میں ہوتی ہیں، اُن مصالحوں کے نام سے، جو ان میں لگائے جاتے ہیں، مشہور ہیں۔ یعنی:

پکی عمارت، جو پکی اینٹوں اور چونہ سے چنی جاتی ہے۔
کچی عمارت، جو پچی اینٹوں اور گارے سے چنی جاتی ہے۔
کچی دیواریں صرف گارے کی بھی اکثر ہوتی ہیں، کبھی کبھی چکنی مٹی سے اس طور پر بنائی جاتی ہیں کہ بعوض اینٹوں کے، بڑے بڑے لوندے نرم اور تر گارے کے، ایک دوسرے ...

(بقیہ صفحہ 7 پر)

اردو دُنیا

گورنمنٹ ومن کالج کے بی اے کورس میں اردو کو بطورِ مضمون شامل کرنے کا مطالبہ

پانی پت (18 مئی)۔ تعلیم کے تعلق سے بیداری پیدا کرنے کی غرض سے گورنمنٹ ومن کالج کے انچارج محمد ابرار کو مقامی باشندوں نے ایک میمورنڈم پیش کیا جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ بی اے کورس میں اردو کو بطورِ مضمون شامل کرایا جائے۔ علاقے کی سرکردہ شخصیات کے ساتھ طالبات کے والدین بھی کالج پہنچے اور اسی مطالبے پر اصرار کیا۔ اس موقعے پر محمد انعام برنی اور محمد زبیر نے کہا کہ لڑکیوں کی بڑی تعداد اسکول کی سطح پر بطورِ مضمون اردو پڑھتی ہے لیکن ڈگری کی سطح پر اردو دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے انھیں مزید تعلیم حاصل کرنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کئی بار لڑکیاں اعلا تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں۔ والدین کا کہنا ہے کہ ہمارا مطالبہ نہ صرف ایک عملی ضرورت ہے بلکہ یہ ہندستانی آئین کے دیے گئے حقوق پر مبنی ہے۔ محمد انعام برنی سمیت موجود تمام سماجی کارکنوں اور والدین نے کہا کہ اردو زبان کو آئین کے آٹھویں شیڈول میں تسلیم شدہ زبانوں میں شامل کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 29 کے تحت شہریوں کو اپنی زبان، رسمِ خط اور ثقافت کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے جب کہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور مقامی زبانوں میں تعلیم کو ترجیح دینے کی بات کہی گئی ہے۔ والدین اور سماجی کارکنوں کا کہنا ہے کہ بی اے کے نصاب میں اردو مضمون کو شامل کرنے سے طالبات کو تعلیم کے مساوی مواقع ملیں گے اور یہ فیصلہ علاقے میں تعلیم کی ترقی کی جانب ایک اہم قدم ثابت ہوگا۔ انھوں نے ہریانہ حکومت کے محکمۂ تعلیم سے درخواست کی ہے کہ طالبات کے روشن مستقبل اور آئین میں درج لسانی حقوق کو مدِنظر رکھتے ہوئے جلد از جلد بی اے کورس میں اردو مضمون شامل کرایا جائے۔ اس موقعے پر ڈاکٹر ماجد میواتی، ماسٹر محمد علی، ماسٹر آصف، مفتی محمد عاشق الٰہی، محمد مبارک میواتی، سہیل سرتاج اور مستقیم احمد وغیرہ بھی موجود تھے۔

(انقلاب۔ دہلی)

پرائمری کے پانچ ہزار بچّے کتابوں سے محروم

علی گڑھ (3 مئی)۔ بیسک ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کے اسکولوں میں کلاسز شروع ہونے کے 32 دن بعد بھی پہلی سے تیسری جماعت تک کے طلبہ کو کتابیں فراہم نہیں کی گئی ہیں، اس کی وجہ سے تقریباً پانچ ہزار طلبہ کی تعلیم صرف رسمی طور پر ہو رہی ہے۔

ضلع میں 2115 اسکول ہیں، جن میں دو لاکھ سے زائد طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ نئے تعلیمی سیشن میں زیادہ تر طلبہ پُرانی کتابوں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کتابیں بی آر سی اور این پی آر سی تک پہنچ گئی ہیں، لیکن وہ اسکولوں تک نہیں پہنچی ہیں۔ کتابوں کی عدم دستیابی کے باعث طلبہ کو پرانی کتابوں سے پڑھنا پڑ رہا ہے۔ ہر ترقیاتی بلاک میں ایک بی آر سی ہے، جب کہ ضلع میں 121 این پی آر سی ہیں، جنھیں کلسٹر سنٹر کہا جاتا ہے۔ محکمے کے افسران کا کہنا ہے کہ اعلا حکام کو اس صورتِ حال سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور جلد ہی طلبہ کو کتابیں مہیا کی جائیں گی۔ اتر پردیش جونیر ہائی اسکول ٹیچرس ایسوسی ایشن کے ضلع صدر محمد احمد نے ایک ماہ قبل ہی بتایا تھا کہ اکثر اسکولوں میں کتابیں نہیں پہنچی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ حکومت نے حکم دیا ہے کہ کتابیں بی ایس اے دفتر کے ذریعے اسکولوں کو پہنچائی جائیں گی، لیکن کتابیں بی آر سی اور این پی آر سی کو پہنچائی جا رہی ہیں۔ اساتذہ کو یہاں سے کتابیں لینے جانا پڑتا ہے۔ اگلاس بلاک میں بیسک ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کے پرائمری سطح کے 142 اسکول کام کر رہے ہیں، ان کے علاوہ امداد یافتہ پرائمری اسکول بھی ہیں۔ ان میں پہلی سے تیسری جماعت تک پڑھنے والے پانچ ہزار طلبہ کو تاحال کتابیں نہیں مل سکیں۔

وجے ودیالیہ انٹر کالج کے پرنسپل دیویندر کمار سنگھ، شری لال بہادر شاستری انٹر کالج کے پرنسل ڈاکٹر سنجے کمار اور جنتا انٹر کالج کے قائم مقام پرنسپل لال جی مشرا نے بتایا کہ ابھی تک محکمے کی طرف سے نئی کتابیں نہیں آئی ہیں۔ سیشن کو باقاعدگی سے جاری رکھنے کے لیے اساتذہ پرانی کتابوں کی مدد سے پہلی سے تیسری جماعت تک کے طلبہ کو تعلیم دے رہے ہیں تاکہ کتابوں کی کمی سے ان کی پڑھائی متاثر نہ ہو۔

(انقلاب۔ دہلی)

انجمن ترقی اردو (ہند) ایک قوم پرست ادارہ ہے: ڈاکٹر اطہر فارقی

چودھری چرن سنگھ یونی ورسٹی میں 'ادب نما' کے تحت 'انجمن کی ادبی خدمات' پر آن لائن پروگرام

میرٹھ (29 مئی)۔ چودھری چرن سنگھ یونی ورسٹی کے شعبۂ اردو اور بین الاقوامی جوان اردو اسکالرز انجمن (آیوسا) کے زیرِ اہتمام 'ادب نما' سیریز کے تحت 'انجمن ترقی اردو (ہند) کی ادبی خدمات' کے موضوع پر آن لائن پروگرام کا کامیاب انعقاد عمل میں آیا۔ اس موقعے پر انجمن ترقی اردو (ہند) کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر اطہر فاروقی نے کہا کہ انجمن ترقی اردو (ہند) ایک قوم پرست ادارہ ہے جس نے تحریکِ آزادی سے لے کر آج تک اردو زبان و ادب کی بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ ڈاکٹر اطہر فاروقی نے کہا کہ 1947 میں جنگِ آزادی کے دوران انجمن کے دفتر کو نذرِ آتش کیا گیا جس سے ادارے کو زبردست نقصان پہنچا، مگر ڈاکٹر ذاکر حسین نے اردو کی بقا کے لیے ساڑھے بائیس لاکھ دستخطی مہم چلا کر ایک نئی روح پھونک دی۔ انجمن نے آزادی سے پہلے اور بعد میں اردو زبان کے فروغ کے لیے گراں قدر کام انجام دی ہیں۔ پروگرام کی صدارت پروفیسر صغیر افراہیم، جب کہ نظامت ڈاکٹر ارشاد سیانوی نے کی۔ آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا جس کی سعادت سعید احمد سہارنپوری نے حاصل کی۔ اس موقعے پر پروفیسر اسلم جمشید پوری نے کہا کہ انجمن ترقی اردو (ہند) وہ واحد ادارہ ہے جو آزادی سے پہلے قائم ہوا اور اس نے اردو کی بقا کے لیے منفرد انداز میں کام کیے۔ اس ادارے کے کاموں کا دائرہ ملک کے کونے کونے میں پھیلا ہوا ہے۔ مہمانِ اعزازی کے طور پر شرکت کرتے ہوئے جاوید رحمانی نے کہا کہ انجمن کے یوٹیوب چینل کو دنیا بھر میں دیکھا جا رہا ہے اور لاکھوں افراد سوشل میڈیا کے ذریعے انجمن کے کاموں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ڈاکٹر اطہر فاروقی کی قیادت میں طلبہ کے لیے خصوصی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

پروفیسر ریشما پروین نے اپنے تاثرات میں کہا کہ آج کے پروگرام کے ذریعے انجمن کی ملک گیر خدمات کا عکس واضح طور پر سامنے آیا ہے۔ ہم ڈاکٹر اطہر فاروقی اور جاوید رحمانی کے شکرگزار ہیں جنھوں نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہمارے پروگرام کو رونق بخشی۔ پروگرام کے دوران ریسرچ اسکالر شاہ زمن اور سیّدہ مریم الٰہی نے اردو زبان سے متعلق سوالات بھی کیے جن کے جوابات ڈاکٹر اطہر فاروقی نے نہایت بصیرت افروز انداز میں دیے۔

صدارتی کلمات میں پروفیسر صغیر افراہیم نے کہا کہ ڈاکٹر اطہر فاروقی اردو کے ایک سرگرم دانشور ہیں۔ انجمن ترقی اردو (ہند) نہ صرف اردو بلکہ انگریزی ترجمے کے میدان میں بھی معیاری کام کر رہی ہے۔ آج کے دور میں انگریزی سے واقفیت نہ ہونا ایک بڑی رکاوٹ ہے جس کا ادراک انجمن نے بخوبی کیا ہے۔ پروگرام میں ڈاکٹر عفت زکیہ، ڈاکٹر فرح ناز، محمد شمشاد اور متعدد طلبہ و طالبات نے آن لائن شرکت کی۔ یہ علمی نشست اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی کے حوالے سے ایک یادگار سنگِ میل ثابت ہوئی۔ (انقلاب۔ دہلی)

معیاری تعلیم کی فراہمی اور اعلا اقدار کے فروغ کے لیے اساتذہ کا کلیدی کردار

ایس سی ای آر ٹی کا ٹریننگ پروگرام

حیدرآباد (16 مئی)۔ اکیسویں صدی صرف توسیعِ علم کی صدی نہیں بلکہ یہ صدی افتخارِ علم کی صدی ہے۔ موجودہ دور میں 'حصولِ علم' کے کئی ذرائع وجود میں آ چکے ہیں۔ ان سے استفادہ کرتے ہوئے نئی نسل کو زیورِ علم سے آراستہ کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت جو سب سے بڑا چیلنج ہے وہ یہ ہے کہ اساتذہ آنے والی نسلوں کو معیاری تعلیم سے آراستہ کریں اور ان میں اعلا اخلاقی قدروں کو بھی فروغ دیں۔ غیر معیاری تعلیم ڈگری تو دلا سکتی ہے لیکن طلبہ اس کے ذریعے اپنے مستقبل کو تابناک نہیں بنا سکتے، اس لیے دورِ حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت بچوں کے لیے معیاری تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنائے اور اس کے لیے 'ایک خاص بجٹ' متعین کرے۔ آج کے طلبہ کل کے رہنما بننے والے ہیں اور انھی کے ہاتھوں سے ملک کا مقدر سنور سکتا ہے۔ اس کے ساتھ اساتذہ، طلبہ میں ان آفاقی اقدار کو پروان چڑھائیں جس سے طلبہ میں انسانیت نوازی، ملک سے محبت، لوگوں سے ہمدردی اور صبر و تحمل کے جذبات پیدا ہو سکیں۔ اس صدی کا المیہ یہ ہے کہ علم کے عام ہونے کے باوجود 'دیرینہ قدروں' کی پامالی سے معاشرہ اخلاقی بحران کا شکار ہو چکا ہے، اس لیے نوخیز نسل میں ان اقدار کو منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر سیّد اسلام الدین مجاہد (سابق ایسوسی ایٹ پروفیسر سیاسیات) نے محکمۂ اسکولی تعلیم کی جانب سے ایس سی ای آر ٹی کے زیرِ اہتمام ٹی جی آئی آر ڈی راجندر نگر میں ہائی اسکول اساتذہ کے لیے منعقدہ پانچ روزہ ریاستی پروگرام میں بہ حیثیت مہمان مقرر 'تعلیم: معیار اور اقدار کے ساتھ' کے زیرِ عنوان توسیعی لکچر دیتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ اساتذہ، طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کریں، اس لیے کہ فطرت نے ہر انسان میں کچھ نہ کچھ صلاحیت رکھی ہے۔ اس کا بہتر استعمال فرد کے ساتھ سماج کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ طلبہ میں ابتدا ہی سے خود شناسی، خدا شناسی اور جہاں شناسی کا داعیہ پیدا کر دیا جائے تو وہ خود اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکتے ہیں۔ درسی کتابوں کے علاوہ انھیں عام مطالعے کی طرف راغب کیا جائے تاکہ ان میں کتابوں سے شغف بڑھ سکے۔ پروفیسر جی. رامیش، ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی کی سرپرستی اور پروفیسر تحسین سلطانہ (صدر شعبۂ لسانیات، ایس سی ای آر ٹی) کی نگرانی میں یہ ورکشاپ منعقد کیا گیا۔ جناب محمد سیف الدین تاج، کورس کوآرڈی نیٹر واُردو فیکلٹی ایس سی ای آر ٹی نے خیر مقدم کرتے ہوئے مہمان مقرر کا تعارف کرایا۔ سیّد جاوید محی الدین، ڈاکٹر محمد عبدالجلیل، سیّدہ شہلا، عرشیہ فرحت، حافظ محمد ایوب انصاری اور محمد نواز علی ریاستی ریسورس پرسنس نے پروگرام کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ اس پروگرام میں ریاست تلنگانہ کے مختلف اضلاع اور حیدرآباد کے سینئر اردو اساتذہ نے حصہ لیا۔ توسیعی لکچر کے بعد اساتذہ نے سوالات کے جوابات دیے۔ (منصف۔ حیدرآباد)

ڈی ایس ایس ایس بی میں اردو ٹی جی ٹی کی تقرری میں تاخیر، امیدوار پریشان

امتحان کو مکمل ہوئے سات ماہ گزر چکے ہیں، امیدواروں کا وزیر اعلا، لیفٹیننٹ گورنر اور بورڈ سے نتائج جلد جاری کرنے کا مطالبہ

نئی دہلی (7 مئی)۔ دہلی سب آرڈینیٹ سروسز سلیکشن بورڈ (ڈی ایس ایس ایس بی) کے زیر اہتمام اردو مضمون کے ٹرینڈ گریجویٹ ٹیچر (ٹی جی ٹی) کی بھرتی کے عمل میں غیر معمولی تاخیر سے امیدواروں میں شدید بے چینی پائی جارہی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ ٹی جی ٹی اردو کا آن لائن امتحان 13 اکتوبر 2024 کو منعقد ہوا تھا۔ امتحان میں 1573 امیدوار شریک ہوئے تھے جب کہ 626 اسامیوں پر تقرر ہونا ہے۔ امتحان کے کامیاب انعقاد کے باوجود تقریباً سات ماہ بعد بھی نہ تو نتائج جاری کیے گئے ہیں اور نہ ہی ای. ڈوزیئر کا عمل شروع ہوسکا ہے۔ اس تاخیر پر امیدواروں نے وزیر اعلا دہلی، لیفٹیننٹ گورنر اور ڈی ایس ایس ایس بی چیئر مین کو خط روانہ کر کے فوری ایکشن لینے کی اپیل کی ہے۔ خط میں بھرتی کے عمل کو تیز کرنے اور ای. ڈوزیئر کی جلد شروعات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ امیدوار منزہ نے کہا کہ ہم نے نہ صرف محنت سے امتحان دیا بلکہ اس کے بعد بھی تمام دستاویزات کی تیاری میں وقت صرف کیا۔ اب جب نتائج کا انتظار حد سے بڑھ گیا ہے تو مایوسی ہورہی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ اس عمل کو سنجیدگی سے لے کیوں کہ ہماری زندگیوں کا انحصار اسی پر ہے۔ ذکریٰ ارم کا کہنا ہے کہ ہماری سب سے بڑی پریشانی یہی ہے کہ کوئی سرکاری وضاحت موجود نہیں۔ نہ کوئی تاریخ دی گئی ہے، نہ کوئی بیان۔ اس خاموشی نے سب کو ذہنی دباؤ میں مبتلا کر دیا ہے۔ جاوید انصاری نے کہا کہ ہم ایک شفاف اور بروقت نظام کی امید رکھتے ہیں، جس کی ڈی ایس ایس ایس بی سے ہمیں توقع رہی ہے، لیکن اس بار تاخیر نے ہم سب کو غیر یقینی صورت حال میں ڈال دیا ہے۔ اگر اردو زبان کے اساتذہ کے تقرر میں مسلسل تاخیر ہوگی تو یہ پورے تعلیمی ڈھانچے پر اثر انداز ہوگا۔ امیدواروں کا کہنا ہے کہ دہلی جیسے تعلیمی مرکز میں اردو زبان کی تدریسی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے اور اسامیوں کو بروقت پُر کر کے نظامِ تعلیم کو مزید فعال بنایا جائے۔

(انقلاب۔ دہلی)

فروغِ اردو سے متعلق منصوبوں پر بروقت عمل درآمد کو یقینی بنائیں

اردو ڈائرکٹوریٹ کے تحت منعقدہ جائزہ میٹنگ میں سبھی اردو مترجمین و اُردو عملے کو ڈائرکٹر کی اہم ہدایات

پٹنہ (14 مئی)۔ محکمہ کابینہ سکریٹریٹ، اردو ڈائرکٹوریٹ کے زیر اہتمام منعقدہ ہندی بھون واقع ڈائرکٹر چیمبر میں بہار کے مختلف ضلع دفاتر سے تشریف لائے اردو زبان سیل میں مامور ترجمہ افسر اور اردو عملے کے ساتھ اردو ڈائرکٹوریٹ کے ڈائرکٹر ایس ایم پرویز عالم نے اہم جائزہ میٹنگ کی۔ میٹنگ میں کئی امور پر باتیں ہوئیں۔ حکومتِ بہار کی جانب سے جاری کردہ اسکیم اور منصوبوں کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ڈائرکٹر نے سبھی ضلع کے اردو مترجمین سے فرداً فرداً صورت حال کی وضاحت طلب کی۔ جس ضلع میں سرکار کی سبھی اسکیم کو وقت پر کامیابی کے ساتھ انجام دے دیا گیا اُن کی ستائش کی اور جہاں کوتاہی یا غفلت برتی گئی یا جہاں تاخیر سے عمل درآمد ہوا اُنھیں سختی کے ساتھ ہدایت دی کہ آئندہ اردو کے فروغ کے لیے سرکاری منصوبوں پر عملی کارروائی میں قطعی تاخیر نہیں ہونی چاہیے، خواہ وہ فروغ اردو سمینار، مشاعرہ اور ورکشاپ ہو یا طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کے لیے تقریری مسابقے کا پروگرام، یا پھر ضلع اردو نامہ کی اشاعت کا معاملہ، سبھی طرح کے کام دو چار مہینوں کے اندر کرائے جائیں تاکہ پروگرام کے بعد کسی بھی طرح کی ادائیگی کا معاملہ بخوبی انجام پاسکے۔ جائزہ میٹنگ میں ڈائرکٹر موصوف نے کہا کہ آپ کی منصبی ذمے داریوں میں ہے کہ سرکاری نوٹیفکیشن، اعلانات اور عوامی سروکار اور مفاد سے متعلق نوٹس اور اشتہارات کو ہندی سے اردو میں ترجمہ کر کے نوٹس بورڈ پر چسپاں کریں تاکہ اردو عوام بھی حکومت کی اسکیموں اور منصوبوں سے بخوبی واقف ہوسکے۔ موصوف ایس ایم پرویز عالم نے کچھ اضلاع کے عملوں کے کاموں پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی منصبی ذمے داریوں کو جانیں اور اس پر بروقت اور بخوبی عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔ انھوں نے کہا کہ ضلع سطح پر جاری سرکاری احکامات کا ہندی سے اردو میں ترجمہ کر کے نوٹس بورڈ پر لگانا مفادِ عامہ میں شامل ہے۔ ڈائرکٹر موصوف نے اردو عملوں سے کہا کہ آپ ہمیشہ اپنی ذمے داریوں اور فرائضِ منصبی کے تئیں حساس اور بیدار رہیں۔ اپنے کام کے تئیں سنجیدہ ہونا ایک ایماندار اور دیانت دار ملازم کی منصبی ذمے داری ہے۔ ڈائرکٹر موصوف نے تمام اردو ملازمین سے روبرو ہوتے ہوئے انھیں اختیار دیا کہ وہ اپنے اپنے مسائل سے انفرادی یا اجتماعی طور پر ہمیں روشناس کرائیں، ہم انھیں حل کرنے یا کرانے کی حتی الامکان کوشش کریں گے۔ آپ کے معاملے اور مسائل کا حل ہماری ترجیحات میں شامل ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اردو ڈائرکٹوریٹ کے ماتحت ریاست کے مختلف دفاتر کلکٹریٹ، سب ڈویژن آفس اور بلاک ترقیاتی آفس میں مامور اردو عملے یقیناً قابل، باصلاحیت اور محنتی ہیں جس کا اعتراف ضلع مجسٹریٹ، کمشنر و دیگر اعلا افسران تک کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے میٹنگ میں ایک اہم مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ابھی حال ہی میں 715 معاون اردو مترجمین کی تقرری بہار کے مختلف اضلاع کے ہیڈ کوارٹر، سب ڈویژنل آفس اور بلاک آفس میں کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں جوائننگ سے متعلق رپورٹ ضلع سطح سے آنا چاہیے جو ابھی تک بہت ساری جگہوں سے آنی باقی ہے۔ یہ رپورٹ جلد سے جلد اردو ڈائرکٹوریٹ کو فراہم کرانا نہایت ضروری ہے۔ اسی کی بنیاد پر مستقبل میں ہونے والی بحالیوں سے متعلق منظور شدہ عہدے اور خالی عہدوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اگلی بحالی کی کارروائی کی جاسکے گی۔ (قومی تنظیم۔ پٹنہ)

ہائی اسکول کے اردو میں لکھے نام کو کالک پوتنا افسوس ناک

قومی اساتذہ تنظیم بہار نے اس کی شکایت وزیر اعلا بہار، ڈائرکٹر سیکنڈری ایجوکیشن بہار، اقلیتی کمیشن، اردو ڈائرکٹوریٹ اور ضلع مجسٹریٹ سے کی

پٹنہ (14 مئی)۔ ہائی اسکول بسنت، اورائی، مظفر پور کی دیوار پر اردو رسم خط میں لکھے اسکول کے نام پر سیاہی پھینکنا افسوسناک اور شرمناک حرکت ہے۔ یہ باتیں قومی اساتذہ تنظیم بہار کے ریاستی کنوینر محمد رفیع نے کہی ہیں۔ جناب رفیع نے بتایا کہ 11، 12 مئی کو اسکول میں چھٹی تھی، منگل 13 مئی 2025 کو جب اسکول کھلا تو دیکھا گیا کہ اردو رسم خط میں لکھے اسکول کے نام پر سیاہی ڈالی گئی ہے۔ یہ خبر مجھے قومی اساتذہ تنظیم اورائی کے جنرل سکریٹری محمد اکبر علی نے دی تو میں نے اردو زبان و اردو رسم خط کے استعمال کے سلسلے میں حکومت کے افسران کے تمام مکتوب کی کاپی مہیا کرادی اور کہا کہ مقامی سطح پر اس کی شکایت بلاک و اعلا افسران سے کی جانی چاہیے۔ آج پرنسپل جناب مسرور صاحب نے بلاک تعلیمی افسر سے اس کی شکایت لکھ کر کی ہے کہ غیر سماجی افراد نے یہ گندی حرکت کی ہے۔ جناب رفیع نے اس کی شکایت وزیر اعلا بہار جناب نتیش کمار، ڈائرکٹر سیکنڈری ایجوکیشن بہار، ڈائرکٹر اردو ڈائرکٹوریٹ و ضلع مجسٹریٹ مظفر پور کو مکتوب ارسال کر کے کی ہے اور جناب رفیع نے یاد دلایا کہ اس سے قبل ایسی ہی حرکت گڈھنی بلاک مظفر پور کے ہی گودنی مڈل اسکول میں بھی ہوا تھا، اُس وقت کے بلاک تعلیمی افسر جناب اتم پرشاد نے اسکول کا نام اردو میں لکھنے کے لیے مکتوب بھی جاری کیا تھا۔ باوجود اس کے اردو میں لکھے اسکول کے نام پر سیاہی پھینکی گئی۔ وہیں اورنگ آباد کے کُٹمبا اپ گریڈیڈ اسکول میں باضابطہ اردو میں لکھے اسکول کے نام کو مٹا دیا گیا۔ جناب رفیع نے وزیر اعلا بہار جناب نتیش کمار اور محکمۂ تعلیم کے اعلا افسران اور مظفر پور اور اورنگ آباد کے ضلع مجسٹریٹ سے یہ مانگ کی ہے کہ وہ بہار کی دوسری سرکاری زبان اردو کی حفاظت کریں۔

(قومی تنظیم۔ پٹنہ)

گیسٹ فیکلٹی کی بجائے مستقل تقرریوں کو ترجیح دی جائے

وائس چانسلر کی کالج پرنسپلوں کو ہدایت

نئی دہلی (12 مئی)۔ دہلی یونی ورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر یوگیش سنگھ نے تمام کالجوں کے پرنسپلوں کو ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ گیسٹ فیکلٹی کی تقرری کی بجائے مستقل فیکلٹی ممبران کی بھرتی کو ترجیح دیں۔ انھوں نے کہا کہ کالجوں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے فوری طور پر اشتہارات جاری کیے جائیں تاکہ تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ یہ ہدایات یونی ورسٹی کی اکیڈمک کونسل کے اجلاس کے دوران دی گئیں، جہاں وائس چانسلر نے زور دیا کہ پرنسپل کو ان عہدوں کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے جو موجودہ اساتذہ کے ریٹائرمنٹ کے باعث مستقبل میں خالی ہونے والے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہر سال کم از کم ایک یا دو بار تقرری کا عمل ضرور شروع کیا جانا چاہیے تاکہ تدریسی عمل میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ آئے۔ پروفیسر یوگیش سنگھ نے مزید کہا کہ دہلی حکومت کے زیرِ انتظام تعاون یافتہ کالجوں میں بھی تقرریوں کا عمل شروع کرنے کے لیے دہلی حکومت سے بات چیت جاری ہے اور امید ہے کہ جلد ہی اس حوالے سے مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔ وائس چانسلر کی اس ہدایت کو تعلیمی حلقوں میں ایک اہم قدم تصور کیا جارہا ہے، کیوں کہ مستقل اساتذہ کی عدم موجودگی طویل عرصے سے یونی ورسٹی کی تعلیمی کارکردگی پر اثر انداز ہورہی ہے۔ (انقلاب۔ دہلی)

جالب وطنی کے شعری مجموعے 'اُڑان' کی رسمِ اجرا

دھنباد (28 مئی، پریس ریلیز)۔ انجمن ترقی اردو (ہند) شاخ دھنباد اور آرچ ہوم دھنباد کے اشتراک سے جالب وطنی صاحب کے شعری مجموعہ 'اڑان' اور اس کے ہندی ترجمے کے ساتھ ایک کتابچہ جو 'اڑان' پر مختلف تبصرہ نگاروں/مضمون نگاروں کی تحریروں پر مشتمل ہے، رسم اجرا کی تقریب عمل میں آئی۔ پروگرام کا آغاز ڈاکٹر احمد فرمان کے تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ اس موقع پر صاحبِ کتاب جالب وطنی صاحب کو انجینئر مفتاح العارفین رضوی اور ڈاکٹر حسن نظامی نے شال اوڑھا کر اعزاز بخشا۔

انجینئر مفتاح العارفین رضوی نے اپنی افتتاحی تقریر میں تمام مہمانوں اور شرکا کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ سبھوں نے پروگرام میں شرکت کر کے محفل کو رونق بخشی خصوصی طور پر اراکین انجمن ترقی اردو دھنباد اور آرچ ہوم دھنباد کے ذمے داران کا بھی استقبال کیا۔

بعد ازاں 'اڑان' کے اردو اور ہندی دونوں ایڈیشن اور کتابچہ بنام 'آئینہ گر' کی رسمِ اجرا صدرِ نشست ایم زیڈ خان، ...(بقیہ صفحہ 7 پر)

نئی کتابیں

تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب : کیسے اُنھیں بھلائیں (خاکے)
مصنف : عمیر منظر
ضخامت : 158 صفحات
قیمت : 299 روپے
اشاعت : 2025
ناشر : نامک پبلی کیشنز، نئی دہلی-110025
تبصرہ نگار : ڈاکٹر ابراہیم افسر

E-mail: ibraheem.siwal@gmail.com

اُردو کے غیر افسانوی ادب میں خاکہ نگاری ایک مقبول صنف ہے۔ دراصل خاکہ کسی انسان کی مکمل شخصیت کا مرقع یا تصویر کو قلم سے صفحۂ قرطاس پر آویزاں کرنے کا ایک خاص عمل ہے۔ اُردو کے پہلے خاکہ نگار مرزا فرحت اللہ بیگ نے ’نذیر احمد کی کہانی کچھ اُن کی کچھ میری زبانی‘ میں ڈپٹی صاحب کا خاکہ انوکھے ڈھنگ سے لکھ کر ان کی شخصیت کو اس انداز میں پیش کیا کہ گویا وہ ہمارے سامنے چل پھر رہے ہوں۔ اس خاکے کے منظرِ عام پر آنے کے بعد دیگر ادیبوں نے بھی اس صنف میں طبع آزمائی کی۔ رشید احمد صدیقی، مولوی عبدالحق، اشرف صبوحی، چراغ حسن حسرت، شاہد احمد دہلوی، سعادت حسن منٹو، فکر تونسوی، محمد طفیل، عصمت چغتائی، اخلاق احمد دہلوی، شوکت تھانوی، شورش کاشمیری، ابراہیم جلیس، ممتاز مفتی، علی جواد زیدی، مالک رام، یوسف ناظم اور مجتبیٰ حسین وغیرہ نے اس میدان میں نمایاں کارنامے انجام دیے۔ تادمِ تحریر ڈاکٹر عمیر منظر نے بھی ’کیسے اُنھیں بھلائیں‘ میں 20 اشخاص کے خاکے قلم بند کیے ہیں۔ ان شخصیات میں مولانا ابواللیث ندوی، قرۃ العین حیدر، شمس الرحمٰن فاروقی، شمیم حنفی، مولانا ابوالبقا ندوی، حفیظ نعمانی، مجتبیٰ حسین، خواجہ یونس، چودھری شرف الدین، قاری قربان احمد، ضیاء احمد فاروقی، امان اللہ فہد، بدھو بھیا، معظم بلال، اشتیاق احمد ظلی، مشتاق اعظمی، سلیم شیرازی، سریش چند شکل، ابراہیم افسر اور محمد علم اللہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

ڈاکٹر عمیر منظر دورِ حاضر کے معروف ادیب ہیں اور نثر و نظم دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ وہ بیک وقت شاعر، ناظمِ مشاعرہ، نقاد، صحافی، کالم نویس، نقاد، مدوّن اور محقق ہیں۔ جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے انھوں نے اپنی تعلیم حاصل کی۔ زیرِ نظر کتاب میں ان دونوں اداروں سے وابستہ افراد پر زیادہ خاکے لکھے گئے ہیں۔ ان کی اب تک متعدد کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں جنھیں قارئین نے خوب پسند کیا۔

زیرِ نظر کتاب کے پیش لفظ میں ڈاکٹر عمیر منظر نے اس بات کی وضاحت کی کہ انھیں خاکہ لکھنے کی تحریک و ترغیب پروفیسر صغرا مہدی سے ملی۔ دراصل قرۃ العین حیدر کی وفات کے بعد موصوفہ نے عمیر منظر سے عینی آپا کا خاکہ قلم بند کروایا۔ اس کتاب میں شامل کچھ لوگ اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں اور بعض شخصیات اپنے اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہیں۔ ان خاکوں کی خاص بات یہ ہے کہ عمیر منظر نے ہم سبق ساتھیوں، ہم عصروں اور بزرگوں کا خاکہ لکھتے وقت ان کی شخصیت اور کارناموں کا مکمل احاطہ کیا ہے۔ بعض خاکے پڑھتے وقت قارئین کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ عمیر منظر نے اپنے سادہ لیکن پُرکشش اسلوب اور واقعات کی جزئیات سے قارئین کو متاثر کیا ہے۔

مولانا ابواللیث ندوی کے خاکے میں عمیر منظر نے لکھا کہ موصوف نے امیر جماعتِ اسلامی ہند کے عہدے کی ذمے داری سے سبک دوش ہونے کے بعد اپنے آبائی وطن چاند پٹی (اعظم گڑھ) میں سکونت اختیار کی، جب کہ وہ دہلی جیسے بڑے شہر میں اپنی زندگی کا اچھا خاصا وقت گزار کر آئے تھے۔ اس کے باوجود انھوں نے گاؤں کی زندگی کو ترجیح دی۔ سادگی ان کی زندگی کا لازمی جز تھا۔ عمیر منظر نے ان کی شخصیت کو اپنی آنکھوں کے سامنے جس طرح دیکھا اُسے ویسا ہی تحریر کیا۔ انھوں نے مولانا ابواللیث ندوی کی وفات کے بعد منعقد تعزیتی جلسوں کی جس انداز میں روداد پیش کی، اس سے مولانا کی شخصیت کے بہت سے پہلو نمایاں ہوئے۔

شمس الرحمٰن فاروقی کی وفات کے بعد ان کے ادبی کارناموں اور شخصیت پر بہت کچھ لکھا گیا، لیکن عمیر منظر نے اپنے خاکے میں اُن پہلوؤں کو قارئین کے سامنے پیش کیا جن سے کم لوگ واقف تھے۔ مثلاً فاروقی صاحب کتاب خرید کر پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ عمیر منظر نے اس خاکے میں فاروقی صاحب سے اپنی پہلی ملاقات، میر شناسی کے حوالے سے ان کے اہم کارناموں اور تنقیدی اصولوں پر گفتگو کی ہے۔ موصوف نے اپنی کتاب ’خان محبوب طرزی: لکھنؤ کا مقبول ناول نگار‘ کے فلیپ پر فاروقی صاحب کی لکھی تحریر کا بھی ضمناً ذکر کیا ہے۔ فاروقی صاحب کی سخت مزاجی اور ان کے پختہ تنقیدی شعور پر بھی سیر حاصل باتیں اس خاکے میں رقم کی گئی ہیں۔

پروفیسر شمیم حنفی کی یاد میں لکھا گیا خاکہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس خاکے کو پڑھ کر شمیم صاحب کی ہشت پہلو شخصیت اور ان کی ادب نوازی کے دیدار قارئین کو جا بجا ہوتے ہیں۔ عمیر منظر نے شمیم صاحب سے براہِ راست درس حاصل کیا۔ ساتھ ہی انھیں جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران ان کا خاص قرب حاصل رہا۔ انھوں نے اپنے مشفق و مہرباں استاد کی ہندی ادب سے والہانہ شغف کی مثالوں کو اس خاکے میں جگہ جگہ بیان کیا ہے۔ ان کی تدریسی صلاحیتوں اور ملاقاتیوں سے دورانِ تدریس نہ ملنے کے واقعات کو بھی قلم بند کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی طلبہ کو نئی نظم اور شعری تنقید کے مشکل معاملات کو چٹکیوں میں حل کرنے کے شمیم صاحب کے فن پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ عمیر منظر نے فراق گورکھپوری سے شمیم صاحب کے انٹرویو کی روداد اور ان کی غزلوں کی گرہوں کو طلبہ کے سامنے کھولنے کے ان کے انداز پر بھی بڑے سلیقے کے ساتھ گفتگو کی۔ شمیم صاحب طلبہ کی تربیت دورانِ تدریس کس انداز میں کرتے تھے، اس پر بھی خوب باتیں تحریر کی گئی ہیں۔ دراصل شمیم صاحب اور جامعہ ملیہ اسلامیہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دراصل موصوف نے اپنے خصوصی خطبوں سے نئی نسل کی آبیاری کی تھی۔ خاکہ نگار کی شخصیت سازی میں شمیم صاحب کا اہم رول رہا ہے جس کا اعتراف خاکے میں جا بجا موجود ہے۔

مولانا ابوالبقا ندوی کے خاکے میں عمیر منظر نے جامعۃ الفلاح میں گزارے گئے ایام اور ابوالبقا صاحب کی اس ادارے کے لیے دی گئی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ دراصل مولانا ابوالبقا ندوی جیسے لوگوں کی محنت اور قربانیوں کی وجہ سے جامعۃ الفلاح جیسے ادارے عروج حاصل کرتے ہیں۔ اگر کسی ادارے کو قابل، جفاکش اور محنتی استاد مل جائے تو یہ ادارے کے لیے خوش آئند بات ہوتی ہے۔ عمیر صاحب نے اپنے استاد کا خاکہ جس انداز میں تحریر کیا اس کی قرأت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی شخصیت پر مولانا ابوالبقا ندوی کے اثرات نمایاں ہیں۔ موصوف نے اپنے استاد کی طلبہ کے تئیں محبت کو آشکار کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ انھوں نے بقا صاحب کی ملّی اور قومی خدمات کا بھی تذکرہ طمطراق کے ساتھ کیا ہے۔

خاکہ ’مجتبیٰ حسین کا شکریہ‘ میں عمیر منظر نے مجتبیٰ حسین سے اپنی پہلی ملاقات اور ان کے ادبی کارناموں، کالم نگاری وغیرہ پر شگفتہ انداز میں گفتگو کی ہے۔ دراصل عمیر منظر کی مجتبیٰ حسین سے ملاقات کا سبب ان کے ایم فل کا مقالہ ’منچندہ بانی کی شاعری کا مطالعہ‘ بنا۔ اپنے مواد کی تلاش میں عمیر صاحب نے مجتبیٰ حسین کے دروازے پر دستک دی۔ اس کے بعد مجتبیٰ حسین سے ان کی ملاقاتیں اور رفاقتیں بڑھتی گئیں۔ راجندر منچندہ بانی کے بارے میں پروفیسر شمس الحق عثمانی کا تاریخی جملہ دہرانے لائق ہے کہ بانی کو سمجھنے کے لیے پہلے نمبر پر شمیم حنفی اور تیسرے نمبر پر احمد محفوظ ہیں۔ دوسرا نمبر کسی کا نہیں۔

خواجہ یونس کے خاکے میں عمیر منظر نے لکھنؤ میں انجام دی گئی ان کی علمی، ادبی اور سماجی و فلاحی خدمات کا احاطہ کیا ہے۔ اس خاکے میں عمیر منظر نے لکھنؤ میں دعوتِ آم کا ذکر جس انداز سے کیا وہ قابلِ تعریف ہے۔ چوں کہ خواجہ یونس لکھنؤ اور اطرافِ لکھنؤ کے علاوہ ملک بھر سے اپنے احباب کو دعوتِ آم میں بلاتے تھے۔ موصوف اس دعوت کا انعقاد مرزا غالبؔ سے منسوب کرتے تھے۔ دعوتِ آم کے بعد مشاعرہ بھی ہوتا تھا جس میں ملک کے گوشے گوشے سے شعرا تشریف لاتے۔

خواجہ یونس کی طرح چودھری شرف الدین صاحب بھی لکھنؤ میں غالبؔ اور آم کے تعلق سے ہر سال دعوت دیتے تھے۔ چودھری شرف الدین کے خاکے میں عمیر منظر نے اس دعوت کے انعقاد کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اس دعوتِ آم کے بعد باقاعدہ شعری نشست کا اہتمام کیا جاتا اور کئی ادیب تو باقاعدہ آم اور غالبؔ کے تعلق سے مقالے لکھ کر لاتے۔ اس موقعے پر پروفیسر خالد محمود کے ’قصیدہ در مدحِ آم‘ سے ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

ہر سمت گٹھلیوں کے وہ انبار ہائے ہائے
دل چھلکے چھلکے ہو گیا عبرت مقام ہے
دل نے کہا میاں یہ کہاں لے کے آ گئے
دعوت نہیں یہ آم کی یہ قتلِ آم ہے

ڈاکٹر عمیر منظر نے سلیم شیرازی کے خاکے میں ان کے اصل نام اور ان کے لکھنوی انداز پر باتیں رقم کی ہیں۔ دراصل عمیر صاحب نے سلیم شیرازی کے ساتھ دور درشن میں کام کیا ہے۔ ترجمے کے رموز و نکات اور فنی باریکیاں بھی انھوں نے سلیم شیرازی سے سیکھیں۔ اس لیے انھوں نے ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو قارئین کے سامنے پیش کیا۔ سلیم شیرازی کا اصل میدان ترجمہ نگاری رہا ہے لیکن انھوں نے اپنے خوردوں کی جس انداز میں تربیت کی اس کے سب معترف ہیں۔

بہرکیف ’کیسے انھیں بھلائیں‘ میں ڈاکٹر عمیر منظر نے جن لوگوں کے خاکے لکھے ہیں ان سب سے ان کے گہرے روابط و مراسم رہے ہیں۔ انھوں نے خاکہ لکھتے وقت سنجیدگی اور شگفتگی کا دامن اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس اعتبار سے زیرِ نظر کتاب کی قرأت قاری کو گراں نہیں گزرتی۔ کتاب معنوی و صوری اعتبار سے مفید ہے۔ طباعت عمدہ اور قیمت مناسب ہے۔ اس موقعے پر راقم انھیں اس اہم کتاب کو منظرِ عام پر لانے کے لیے بہ صمیمِ قلب مبارک باد پیش کرتا ہے۔ ◆◆

اردو ہندی ڈکشنری

انجمن ترقی اردو (ہند)

قیمت: 300 روپے

اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری

مولوی عبدالحق

قیمت: 500 روپے

لالہ بھاری لال

(بقیہ صفحہ 3 سے آگے)

پر رکھتے جاتے ہیں۔ یہ خشک ہوکراس طرح سے مل جاتے ہیں کہ گویاان کا م کرایک مضبوط جسم ہو جاتا ہے یا سخت گارے کی تہ دیتے ہیں اوران کو ہاتھوں سے خوب دباتے ہیں، اگرآثارِ دیوار چوڑا ہو، پاؤں سے بھی دباتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں ہرایک ردّہ دھوپ سے جلد سوکھ جاتا ہے اور دیوار دوسرا ردّہ رکھنے کے موافق ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی دیواریں اکثر اوپر سے کم آثار کی ہوتی ہیں اوران میں کھڑے کھڑے دراڑ پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جب تمام ہو جاتی ہیں، ان کوتھوڑا تھوڑا نیچے سے، چھان کرچکنی مٹی میں بھوسہ یا گھاس ملا کر کھگل دیتے ہیں۔ دیوار کے بناتے وقت بھوسہ اور گھاس مٹی میں ملا لینا اچھا ہے۔ یہ دیواریں اگر بہوشیاری [بہ ہوشیاری] تمام، خشک موسم میں اچھی مٹی سے بنائی جائیں تو برسات میں بہت اچھی طرح سے کھڑی رہتی ہیں۔ (ص 1)

رسالے میں چوں کہ زیادہ تر عام مطلب کے موضوعات بیان ہوئے ہیں، اس لیے اصطلاحات کے استعمال کی زیادہ ضرورت پیش نہیں آئی۔ اسی طرح انگریزی الفاظ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کہیں کہیں شکلوں کے ذریعے بھی مطالب کو واضح کیا گیا ہے۔ عمومی طور پر اندازِ نثر سلیس ہے اور ترجمہ ہونے کے باوجود جملے کی ساخت پر انگریزی ترکیب نحوی کا خاص اثر نظر نہیں آتا۔

لالہ بہاری لال اور تھومسن انجینئرنگ کالج، رڑکی کے دیگر اساتذہ اور مترجمین ومؤلفین کواردو حلقوں میں عام طور پر بھلا دیا گیا ہے حالاں کہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اردو میں خالص تکنیکی اورفنی مضامین بیان کرنے کی بنیاد رکھی۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے انگریزی سے کتب ترجمہ کیں۔ ان میں ہندستان کے مقامی حالات کے پیشِ نظر مختلف موضوعات کے اضافے کیے۔

ان اساتذہ کی خدمات کے حوالے سے یہ بات مزید مستحسن ہے کہ تراجم وتالیفات کے موضوعات خاصے متنوع ہونے کے باوجود اندازِ نثر کی یکسانیت کو برقرار رکھا۔ اس اندازِ نثر میں اتنی صلاحیت تھی کہ معمولی پڑھا لکھا شخص بھی بغیر کسی مشکل کے زیرِ بحث موضوع کو سمجھ سکتا تھا۔ بدلتے وقت کے ساتھ بے شک لالہ بہاری لال اوران کے رفقا گم نام رہ گئے ہیں لیکن اُن کے کام کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کتابیات

— بہاری لال، لالہ، رسالہ در بیان کھدائی مٹی۔ رڑکی کالج پریس، رڑکی، 1854۔
— بہاری لال، رسالہ در باب فنِ نجاری۔ رڑکی کالج پریس، رڑکی، 1870۔
— بہاری لال، رسالہ پلوں کے بیان میں۔ رڑکی کالج پریس، رڑکی (تیسری مرتبہ)1886۔
— بہاری لال، روپ چند، بٹو لال، مکھو پادھیائے، بابو کالی کرشنا۔ مجموعہ سامان عمارت۔ رڑکی کالج پریس، رڑکی، 1888۔
— بہاری لال، منو لال، استعمال جرِثقیل۔ رڑکی کالج پریس، رڑکی، 1856۔
— بہاری لال، منولال، رسالہ در بابِ تعمیرِ عمارت۔ رڑکی کالج پریس، رڑکی، 1856۔
— بیگ، مرزا حامد، کتابیاتِ تراجم (جلد اول)۔ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1986۔
— اردو ترجمے کی روایت۔ دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2016۔
— شاہد، خواجہ حمید الدین۔ اردو میں سائنسی ادب۔ ایوان اردو، کراچی، 1996۔
— شکیل خاں، ڈاکٹر محمد، اردو میں سائنسی وتکنیکی ادب۔ دہلی، 1988۔
— صدیقی، ابواللیث۔ اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ۔ مقتدرہ قومی زبان، کراچی، 1981۔
— عبد الحق، مولوی۔ مرحوم دہلی کالج۔ انجمن ترقی اردو ہند، دہلی، 1945۔
— مالک رام، قدیم دلّی کالج۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئ دہلی، دوسری اشاعت 2011۔
— نور اللہ سید، جے پی نائک، تاریخ تعلیم ہند، مترجم: مسعود الحق۔ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، نئ دہلی، 1973۔
— *Account of Roorkee College, Established for the Instruction of Civil Engineers, with a Scheme for its Enlargement.* Secundra Orphan Press, Agra, 1851.
— *Thomason Civil Engineering College Calendar 1871- 72.* Thomason Civil Engineering College Press, Roorkee, 1872.
— *Thomason Civil Engineering College Calendar 1902.* Thomason Civil Engineering College Press, Roorkee, 1902.
— *Thomason Civil Engineering College Calendar 1939-40.* Thomason Civil Engineering College Press, Roorkee, 1940.

ساجد صدیق نظامی

اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)، گورنمنٹ ایم.اے.او.کالج، لاہور

E-mail: sajidsnizami@gmail.com

جالب وطنی کے شعری مجموعے 'اُڑان' کی رسمِ اجرا

(بقیہ صفحہ 5 سے آگے)

مہمانِ خصوصی ڈاکٹر رونق شہری، صاحبِ کتاب جالب وطنی، ایڈوکیٹ عاطف فرحان، پروفیسر جمشید قمر، ڈاکٹر حسن نظامی، سیّد سرور حسین، ڈاکٹر اقبال حسین، ڈاکٹر احمد فرمان، امتیاز دانش ندوی، امتیاز بن عزیز، عبدالرحمٰن عبد، محفوظ عالم، راشد عالم، راشد مظہر، ڈاکٹر معصوم عالم ،غلام غوث آسوی اورانجینئر مفتاح العارفین رضوی کے ہاتھوں ہوا۔

جالب وطنی کی کتاب کے حوالے سے سب سے پہلے ڈاکٹر احمد فرمان نے کہا کہ ان کی غزلوں میں بلا کی نرمی، دلکشی، سحرآفرینی اور غنائیت پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر اقبال حسین نے کہا کہ جالب وطنی کا اسلوب اور فکر دونوں ہی اپنی طرف راغب کرنے میں مہارت رکھتا ہے۔ جب کہ امتیاز دانش ندوی نے کہا کہ جالب وطنی کی نظمیں طویل ہونے کے باوجود قاری کے ذہن کو گراں باری کا احساس نہیں کراتیں بلکہ وہ خود کو ان کی نظموں کی ہم سفری میں ایک وجدانی کیفیت اور سرشاری میں مبتلا پاتا ہے۔ امتیاز بن عزیز نے بتایا کہ جالب وطنی فکری اورفنی اعتبار سے یگانہ مزاج رکھتے ہیں اور ہمیشہ انھوں نے سائنسی شعور سے لبریز نئ تجرباتی نظمیں کہی ہیں۔ ڈاکٹر حسن نظامی نے جالب وطنی کی شاعری پر سیر حاصل گفتگو کی۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد نے جالب وطنی کی شاعری کو جدید اور کلاسکی سنگم کی شاعری بتایا۔ غلام غوث آسوی نے منظوم تبصرہ پیش کیا۔ جب کہ مہمانِ خصوصی ڈاکٹر رونق شہری نے کہا کہ جالب وطنی کے جو موضوعات رہے ہیں وہ مثبت قدروں کی پائمالی کا نوحہ نہ ہوکر صورتِ حال کے لیے ذمے دار وجوہ کا انکشافی شعری اظہاریہ رہا ہے۔

پروفیسر جمشید قمر نے جالب وطنی سے اپنے ذاتی تعلقات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ ایک ممتاز شاعر ہیں۔ وقت اور حالات کے تحت ان کی پذیرائی نہیں ہوسکی، اس لیے ہم لوگوں کو چاہیے کہ آئندہ بھی ایک بڑا پروگرام کرا کے ان کی حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی کریں۔ اس موقعے پر ایک کتابچہ 'آئینہ گر' شائع کرکے انجمن ترقی اردو کے اراکین نے ایک بڑا کام کیا جس کو ہم نے پہلی بار دیکھا۔

اس بزم کے شہنشاہ شاعر جالب وطنی نے اس موقعے پر اپنے کئی اشعار سنائے جنھیں سامعین نے توجہ کے ساتھ سنا۔

آخر میں اس پروگرام کی صدارت کر رہے ایم.زیڈ.خان (مرکزی نمائندہ انجمن ترقی اردو جھارکھنڈ) نے جالب کی شاعری کو سراہتے ہوئے ان کے اوّلین شعری مجموعے 'اڑان' کی رسمِ اجرا پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے ان سے والہانہ اور دیرینہ تعلقات کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کی شاعری محض احساسات و جذبات کی شاعری نہیں ہے بلکہ زندگی کی شاعری ہے جو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بلاشبہ انجمن ترقی اردو کے پروگرام تواتر سے بیشتر اضلاع میں کامیابی کے ساتھ ہو رہے ہیں اور یہ انجمن کے لیے خوش آئند پہل ہے۔

دوسرے سیشن میں ایک کامیاب مشاعرے کا انعقاد ہوا اور آخر میں محفوظ عالم نے اظہارِ تشکر کی رسم ادا کی۔

◆◆◆

رموزِ اوقاف: کب، کہاں اور کیوں؟

ڈاکٹر شمس بدایونی

قیمت: 300 روپے

غروبِ شہر کا وقت

اُسامہ صدیق

قیمت: 900 روپے

کچھ اُداس نظمیں

ہربنس مکھیا

قیمت: 300 روپے

میانِ من وتو

(تحقیقی و تنقیدی مضامین)

پروفیسر شاہد کمال

قیمت: 500 روپے

معصوم مرادآبادی کی تحریریں ادب وصحافت کا حسین امتزاج ہیں: پروفیسر محسن عثمانی

’چہرے پڑھا کرو‘ اور ’نگینے لوگ‘ کے اجرا میں پروفیسر اختر الواسع، م. افضل، ڈاکٹر شمس اقبال اور ڈاکٹر اطہر فاروقی وغیرہ کا اظہارِ خیال

نئی دہلی (19 مئی)۔ سینئر صحافی، ادیب اور خاکہ نگار معصوم مرادآبادی کے خاکوں کے دو مجموعوں ’نگینے لوگ‘ اور چہرے پڑھا کرو‘ کی رسمِ رونمائی اہم ادبی اور علمی شخصیات کے ہاتھوں اردو گھر میں عمل میں آئی۔ انجمن ترقی اردو (ہند) کے زیرِ اہتمام اس تقریب کی صدارت پدم شری پروفیسر اختر الواسع نے کی اور مہمانِ خصوصی کے طور پر سابق رکنِ پارلیمان اور سفیر م. افضل شریک ہوئے۔ اس موقعے پر پروفیسر محسن عثمانی ندوی، قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر شمس اقبال، مزاحیہ شاعر پاپولر میرٹھی، ڈاکٹر اطہر فاروقی، پروفیسر شہزاد انجم، ڈاکٹر نعیمہ جعفری پاشا، صحافی سہیل انجم اور تحسین منور جیسے نامور اہلِ علم نے دونوں کتابوں اور صاحبِ کتاب پر تفصیلی گفتگو کی۔ ممتاز ادیب اور دانشور پروفیسر محسن عثمانی ندوی نے کہا کہ ’خاکہ نگاری اردو ادب کی ایک پسندیدہ صنف ہے۔ موجودہ عہد میں جن لوگوں نے اسے اعتبار بخشا ہے، ان میں معصوم مرادآبادی کا نام سرِفہرست ہے۔ معصوم مرادآبادی بنیادی طور پر صحافی ہیں، لیکن ان کی تحریریں صحافت اور ادب کا حسین امتزاج ہیں۔ اب ان کی پہچان صحافی سے زیادہ ایک بہترین انشا پرداز کے طور پر ہونے لگی ہے۔‘

پروفیسر اختر الواسع نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ ’ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم معصوم مرادآبادی کے عہد میں جی رہے ہیں۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ ان کے قلم سے کسی شخصیت کا خاکہ یا تذکرہ پڑھنے کو نہ ملتا ہو۔ ان کی تحریریں پڑھ کر ابنِ انشا کی یاد آتی ہے۔ ’نگینے لوگ‘ اور ’چہرے پڑھا کرو‘ دونوں ہی کتابیں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔‘

اسٹیج کا ایک منظر:
تصویر میں: پروفیسر محسن عثمانی، ڈاکٹر اطہر فاروقی، ڈاکٹر شمس اقبال، جناب م. افضل، پروفیسر اختر الواسع، جناب پاپولر میرٹھی، جناب معین شاداب اور جناب معصوم مرادی آبادی

سابق ممبر پارلیمنٹ اور سفیر جناب م. افضل نے کہا کہ ’مجھے فخر ہے کہ میرے ساتھ ایسے لوگوں نے کام کیا جو آج اردو صحافت اور ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ معصوم مرادآبادی کو میں اس لیے اہمیت دیتا ہوں کہ انھوں نے اپنی محنت، لگن اور ایمانداری سے صحافت اور ادب دونوں میں نام کمایا۔ وہ جتنے اچھے صحافی ہیں اتنے ہی اچھے ادیب اور خاکہ نگار بھی ہیں۔‘

عالمی شہرت یافتہ مزاحیہ شاعر ڈاکٹر اعجاز پاپولر میرٹھی نے کہا کہ ’معصوم مرادآبادی کی ادبی تحریروں نے مجھے حد درجہ متاثر کیا ہے اور میں ان کی نثر کا مداح ہوں۔ ان کا پیرایۂ اظہار بڑا دل چسپ، بیانیہ اور بہت متاثر کن ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ نثر میں شاعری کر رہے ہیں۔‘

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کے ڈائرکٹر ڈاکٹر شمس اقبال نے مہمانِ ذی وقار کی حیثیت سے معصوم مرادآبادی کی صحافتی، علمی اور ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ان میں بات کہنے کا جو سلیقہ ہے وہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ انھوں نے لوگوں کے ذہنوں پر اپنی انشا پردازی کے گہرے نقوش ثبت کیے ہیں۔ وہ تواتر کے ساتھ لکھ رہے ہیں اور ان کے قلم سے بہترین تحریریں منظرِ عام پر آ رہی ہیں۔ حال ہی میں قومی اردو کونسل نے بھی ان کی ایک تحقیقی کتاب شائع کی ہے۔‘

انجمن ترقی اردو (ہند) کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر اطہر فاروقی نے کہا کہ ’میں اور معصوم مرادآبادی جدوجہد کے دنوں کے ساتھی ہیں۔ انھوں نے جو اسٹرگل کی ہے اسے دیکھ کر بہت حوصلہ ملتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کی اگلی کتاب اردو صحافت کی پیچیدہ راہداریوں کا احاطہ کرے گی۔‘

شعبۂ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پروفیسر شہزاد انجم نے اپنی تقریر میں ’چہرے پڑھا کرو‘ اور ’نگینے لوگ‘ کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ ’مجھے معصوم مرادآبادی کے اسلوب نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ ان کی زبان و بیان، اسلوب، معلومات اور رشتوں سے ان کے علم و حلم کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ وہ بڑی سے بڑی بات کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔‘ سینئر صحافی سہیل انجم نے ’نگینے لوگ‘ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ’یہ کتاب خاکہ نگاری کے باب میں ایک اہم اضافہ ہے اور اس میں شامل طنزیہ و مزاحیہ خاکے بہت لطف دیتے ہیں۔‘

ممتاز فکشن نگار ڈاکٹر نعیمہ جعفری پاشا نے کہا ’معصوم مرادآبادی کی صحافت اور خاکہ نگاری میں ایک مماثلت ہے۔ وہ بہت کم وقت میں کسی شخص کی تصویر کشی بڑی مہارت سے کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں بڑی رنگا رنگی، روانی ہے اور انداز نگارش نہایت سادہ اور دلنشین ہے۔‘ معروف صحافی اور شاعر تحسین منور نے کہا کہ ’معصوم مرادآبادی کسی شخصیت کا مطالعہ بہت باریک بینی کے ساتھ کرتے ہیں اور ان کی نگاہ ان پہلوؤں تک جاتی ہے جہاں تک عام لکھنے والوں کی رسائی نہیں ہے۔ مجھے سب سے زیادہ ان کی آسان، رواں اور دل چسپ زبان نے متاثر کیا ہے۔‘

صاحبِ کتاب معصوم مرادآبادی نے کہا کہ ’زندہ لوگوں پر خاکے لکھنا ایک مشکل کام ہے کیوں کہ اس عمل میں آبگینوں کو ٹھیس لگنے کا احتمال ہوتا ہے۔ زندہ لوگوں کی تصویر کشی اگر طنزیہ اور مزاحیہ پیرایے میں کی جائے تو یہ ایک جوکھم بھرا کام ہے، لیکن خطروں سے کھیلنا ہی ہم صحافیوں کا کام ہے۔ ان دونوں کتابوں میں جن لوگوں کا تعارف کرایا گیا ہے وہ علمی و ادبی دنیا کی اہم شخصیات ہیں۔‘

تقریبِ اجرا کی نہایت خوب صورت نظامت معروف شاعر اور صحافی معین شاداب نے کی۔ اس موقعے پر ملک و بیرونِ ملک کی جن اہم شخصیات نے شرکت کی، ان میں صحافی قربان علی، حسن ضیاء، محمد احمد کاظمی، جاوید اختر اور رؤف رامش کے علاوہ خواجہ محمد اکرام، پروفیسر سلیم قدوائی، انیس اعظمی، حقانی القاسمی، ڈاکٹر عبدالباری، مرزا جاوید علی شفیع دہلوی، حسیب احمد، پروفیسر عصمت جہاں، ناصر عزیز ایڈووکیٹ، رئیس احمد ایڈووکیٹ، عبدالرشید انصاری، نجم جاوید عثمانی، ڈاکٹر محمد آدم، ثروت عثمانی، ڈاکٹر سیّد احمد خاں، عبدالصمد دہلوی اور مولانا صہیب قاسمی کے علاوہ بیرونی ممالک سے آنے والے حضرات میں سیّد عظمت حسین (مانچسٹر)، نوین گری (کناڈا)، اسد مولائی (مرادآباد)، ڈاکٹر ظہیر احمد خاں اور حاجی خورشید احمد راہی (بلند شہر) کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ◆◆

مدیر : اطہر فاروقی
Editor : Ather Farouqui
شریکِ مدیر : محمد عارف خاں
Joint Editor : Mohd. Arif Khan
پرنٹر پبلشر : عبدالباری
Printer Publisher : Abdul Bari
مطبوعہ : جاوید پریس، 2096، رودگراں، لال کنواں، دہلی-٦
مالک : انجمن ترقی اردو (ہند)
اردو گھر، 212، راؤز ایونیو، نئی دہلی-110002
Proprietor:
Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)
Urdu Ghar, 212-Rouse Avenue,
New Delhi-110002
قیمت : فی شمارہ: پانچ روپے، سالانہ: 200 روپے
بیرونی ممالک: آٹھ امریکن ڈالر
Subscription: (Per Issue): Rs. 5/-, Annual: 200/-
(Foreign Countries: US $ 8)
E-mail: hamarizaban.weekly@gmail.com
http://www.atuh.org,
Phones: 0091-11-23237722

ادارے کا مضمون نگاروں کی آرا سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے (ادارہ)

Printed and Published by ***Abdul Bari*** on behalf of Anjuman Taraqqi Urdu (Hind), Urdu Ghar, 212, Rouse Avenue, New Delhi-110002
and Printed at Javed Press, 2096, Rodgran, Lal Kuan, Delhi-110006, Editor: ***Dr Ather Farouqui***